بِسمِ اللّٰہِ الرَّ حمٰنِ الرَّ حِیم نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُولِہِ الکَرِیم وَعَلٰی عَبدِ ہِ المَسِیح المَوعود

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةًوَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ (شعراء۔۹)

یقیناً اس میں ایک بہت بڑا نشان ہے جبکہ اکثر اُن میں سے ایمان لانے والے نہیں۔

اَقلیت اور اَکثریت کا بے بنیاد اور غیر معقول فتنہ

بخدمت اَقدس حضرت امیر المومنین غلام مسیح الزماںؑ۔

اے مرُشدی

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاۃ۔

پیارے آقا! میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپؑ کو صحت وسلامتی والی لمبی زندگی عطا فرمائے اور آپؑ کے زیر سایہ جماعت احمدیہ اصلاح پسند کو دِن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور ہر آن اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔آمین۔

پیارے حضور! آپؑ کو رمضان المبارک کی مبارک ہو اور ساری جماعت احمدیہ اصلاح پسند کو بھی مبارک ہو۔ پیارے حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کے تمام روزے رکھنے اور رمضان کے تمام حقوق اور فرائض ادا کرنے کی توفیق دے۔پیارے حضور! خاکسار فارغ وقت میں احمدی بھائیوں کو جماعت احمدیہ اصلاح پسند کا تعارف کرواتا ہے۔کافی دوستوں سے بات ہوئی مربی صاحبان سے بھی بات ہوئی لیکن حضور اصل بات سنتے نہیں اور نہ ہی پڑھتے ہیں۔اور نہ ہی غور وفکر کرتے ہیں۔ بلکہ بحث میں پڑ جاتے ہیں۔بس ایک ہی سوال ہوتا ہے بار بار کہ الہام کیا ہوا ہے اور تعداد کتنی ہے۔اِن کی باتیں سننے کے بعد ایک مضمون لکھ رہا ہوں۔قرآن کریم کی روشنی میں۔ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر مامور کے زمانہ میں اکثریت اور اقلیت کا فتنہ پیدا ہوتا رہا ہے۔جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام پا کر آتا ہے اور اصلاح کا بیڑہ اُٹھاتا ہے دنیا کے فرزند اپنے ظاہری علوم پر نازاں لوگ اس کی مخالفت میں ڈٹ جاتے ہیں۔اور کوشش سازشیں اور طرح طرح کی سزائیں تجویز کرتے ہیں۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا بِمَا عِندَهُم مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ (المومن:۸۴)

اور جب اُنکے پاس اُنکے رسول کھلے کھلے دلائل لے کر آئے تو اُنکے پاس جو تھوڑا بہت علم تھا اس پر فخر کرنے لگے اور جس (عذاب) کی وہ ہنسی اُڑایا کرتے تھے اُسی نے اُن کو گھیر لیا۔

قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ مامور کو فتح دیتا ہے، مامور کے ظہور کے شروع میں لوگ اسے دیوانہ قرار دیتے ہیں اور اُسے نا قابل التفات سمجھتے ہیں۔لیکن جب دعوت حق کی قبولیت شروع ہو جاتی ہے اور لوگ اس مامور کی حلقہ بگوشی میں آنے لگ جاتے ہیں تو منکرین فوراً اکثریت و اقلیت کا فتنہ برپا کر دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ حق وصداقت کا اس پر کوئی دارومدار نہیں کہ اِس کے ماننے والے تھوڑے ہیں یا زیادہ ہیں۔سچائی بہر حال سچائی ہے خواہ اس کا ماننے والا ایک ہی شخص ہو۔حضرت بانی جماعتؑ اسلامی اصول کی فلاسفی میں

سورۃ فاتحہ کی آیت ۔إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ۔کا ترجمہ اور تفسیر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ''اے وہ جو اِن تعریفوں کا جامع ہے ہم تیری ہی پرستش کرتے ہیں اور ہم ہر ایک کام میں توفیق تجھ ہی سے چاہتے ہیں۔ اِس جگہ ہم کے لفظ سے پرستش کا اقرار کرنا اِس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ ہمارے تمام قویٰ تیری پرستش میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے آستانہ پر جھکے ہوئے ہیں۔ کیونکہ انسان باعتبار اپنے اندرونی قویٰ کے ایک جماعت اور ایک امت ہے اور اس طرح پر تمام قویٰ کا خدا کو سجدہ کرنا، یہی وہ حالت ہے جس کو اسلام کہتے ہیں۔'' (اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۳۸۱)

یہ بات تو ظاہر ہے کہ جب کوئی نبی یا مامور کھڑا ہوتا ہے تو پہلے وہ اکیلا ہی ہوتا ہے اور جنکی اصلاح کیلئے وہ مامور ہوتا ہے وہ اکثریت میں ہوتے ہیں۔ بھلا اگر اکثریت حق پر ہو اور اکثریت اصلاح یافتہ ہو تو پھر کسی مامور اور فرستادہ کی ضرورت ہی کیا ہے اِس لیے اَنبیاء، مامور اور مصلحین کے باب میں اکثریت و اقلیت کا سوال غیر معقول اور نادرست ہے۔ اِس جگہ دیکھنے والی بات صرف یہ ہوتی ہے کہ آیا جو دعویٰ کیا جا رہا ہے اِس کی دلیل موجود ہے، جو بات کہی جا رہی ہے وہ ثابت ہے؟

افسوس ہے کہ آج جماعت احمدیہ قادیانی گروپ کے علماء نے بھی قرآن کریم کی تعلیم کے سراسر مخالف یہ فتنہ برپا کر رکھا ہے کہ جماعت احمدیہ اصلاح پسند کی تعداد چونکہ کم ہے اِس لیے وہ باطل پر ہیں۔ اور اکثریت کو حق ہے کہ ان کو ظلم و ستم کا نشانہ بنا کر نظام جماعت سے اخراج کی سزائیں دیں۔ اسلام کسی قسم کے مذہبی جبر کا روادار نہیں اس لیے جبر و اکراہ تو کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔ لیکن اکثریت اقلیت کا سوال اٹھانا بھی کوئی معقولیت نہیں رکھتا۔ احمدی علماء کو چاہیے تھا کہ وہ قرآن مجید میں غور سے دیکھتے کہ الہام کا سلسلہ جاری و ساری ہے اور جاری و ساری رہے گا اور انہوں نے جماعت احمدیہ اصلاح پسند کے دلائل پر غور و فکر کرنے کی بجائے اکثریت و اقلیت کا جھگڑا شروع کر دیا ہے۔

اکثریت و اقلیت کے بارے میں قرآن مجید کی درج ذیل آیات خاص طور پر قابل توجہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حضرت شعیبؑ نے اپنی قوم سے کہا۔

وَإِنْ كَانَ طَائِفَةٌ مِّنكُمْ آمَنُوا بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ وَطَائِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوا فَاصْبِرُوا حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنَنَا وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ۔ (اعراف ۔۸۸) کہ بیشک تم میں سے ایک جماعت میری رسالت پر ایمان لے آئی ہے اور ایک حصہ ابھی تک ایمان نہیں لایا لیکن تم صبر سے انتظار کرو یہاں تک کہ احکم الحاکمین خدا ہمارے درمیان فیصلہ کر دے۔

حضرت شعیبؑ کے اس پُر خلوص بیان پر قوم کے لیڈروں نے کہا۔ کہ ہم تو تمہیں اور تمہارے ساتھ کے مومنوں کو اپنی آبادی سے نکال دیں گے ورنہ تم ہماری ملت میں واپس آ جاؤ۔

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِن قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ يَا شُعَيْبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِن قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا قَالَ أَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِينَ ۔(اعراف ۔۸۹) اسکی قوم میں سے جو لوگ متکبر ہوئے تھے ان میں سے بڑے لوگوں نے کہا اے شعیب! ہم تجھ کو اور اُن کو جو تجھ پر ایمان لائے ہیں اپنے ملک سے نکال دیں گے، یا پھر تم ہمارے مذہب میں لوٹ آؤ گے اس پر اُس نے کہا اور اگر ہم پسند بھی کریں۔

حضرت شعیبؑ نے فرمایا کہ کیا ناپسندیدگی کے باوجود بھی واپس آنا ضروری ہے۔آج ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ واپس نہ جائیں گے۔اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی پُرمحبت پیغام دیتے ہیں، دلیل سے بات کرتے ہیں مگران کے مخالف اپنی کثرت کے زعم پر ایک فتنہ برپا کردیتے ہیں اور نبی اوراس کی جماعت کو ملک بدر کرنے کے درپے ہوتے ہیں یا جبراًان کے عقائد چھڑانا چاہتے ہیں جس طرح آج جماعت احمدیہ قادیان اور ربوہ مرکز سے لوگوں کو ربوہ بدر اور نظام جماعت سے اخراج کی سزائیں دے رہے ہیں۔انبیاء اور مامورزمانہ پر ابتداًایمان لانے والے ہمیشہ تھوڑے ہوتے ہیں اوران کے مخالف اپنی اکثریت کی وجہ سے انکار کرتے رہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ سورہ سبا میں فرماتا ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَاإِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُم بِهِ كَافِرُونَ ۔وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ أَمْوَالاً وَأَوْلَادًا وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ۔(سبا۔۳۵،۳۶)

ترجمہ۔اورہم نے جب بھی کسی جگہ اپنا فرستادہ بھیجا تو وہاں کے سربرآوردہ لوگوں نے کہا کہ ہمارے پاس مال زیادہ ہیں اور ہم اولاد اور تعداد کے لحاظ سے بھی زیادہ ہیں اس لیے ہم پر عذاب نہیں آسکتا۔

فرعون مصر کے ڈر سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بہت تھوڑے لوگ ایمان لائے تھے۔فرعون نے بنی اسرائیل کا ذکر کرتے ہوئے پورے متکبرانہ انداز میں کہا۔إِنَّ هَؤُلَاءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ ☆وَإِنَّهُمْ لَنَا لَغَائِظُونَ☆وَإِنَّا لَجَمِيعٌ حَاذِرُونَ(شعراء۔۵۵تا۵۷)

یقیناً یہ لوگ ایک کم تعداد حقیر جماعت ہیں۔اوراسکے باوجود یہ ضرور ہمیں طیش دلا کررہے ہیں۔جبکہ ہم سب یقیناً چوکس رہنے والے ہیں۔

فرعون نے بھی بنی اسرائیل کی قلت تعداد کی وجہ سے اقلیت اوراکثریت کا فتنہ برپا کردیا تھا۔

اللہ تعالیٰ سورۃ الکہف میں (جوآخری زمانہ کے فتنوں سے خصوصی تعلق رکھتی ہے) دوشخصوں کی مثال بیان فرمائی ہے ایک کہتا ہے۔

أَنَا أَكْثَرُ مِنكَ مَالاً وَّأَعَزُّ نَفَرًا۔(الکہف۔۳۵)ترجمہ کہ میں تجھ سے مال میں زیادہ اور جتھے میں قوی تر ہوں۔

دوسرا کہتا ہے۔إِن تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ مِنكَ مَالاً وَّوَلَدًا۔فَعَسَى رَبِّي أَن يُؤْتِيَنِ خَيرًامِّن جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَاءِ فَتُصْبِحَ صَعِيدًازَلَقًا۔(کہف۔۴۰،۴۱)ترجمہ کہ اگر آپ مجھے مال وتعداد کی قلت کی وجہ سے حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اوراپنے باغات پرغرور کرتے ہیں تو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے تیرے باغ سے بہتر باغ دیدے اور تیرے باغ پر آسمان سے بگولہ بھیج کر اسے تباہ شدہ دلدل بنادے۔

ان آیات قرآنیہ کی روشنی میں ظاہر ہے کہ تعداد کی قلت اور کثرت ایسی چیزیں نہیں ہیں جس پر کسی کو تکبراورغرور کرنے کا حق ہو دنیوی طور پر بھی یہ چیزیں آنی جانی ہیں اور دینی طور پر تو ذاتی لحاظ سے ان کا عقائد کی صحت یا عدم صحت سے کوئی تعلق نہیں۔مذہبی میدان میں اصل چیز دلیل وبرہان ہے اِسی سے کسی کا صادق ہونا معلوم ہوتا ہے اور اِسی سے اہل باطل کا بطلان واضح ہوتا ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

”لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّ يَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔“(الانفال۔۴۳)تاکہ وہ جو دلیل کے ذریعہ سے ہلاک ہو چکا ہے ہلاک ہوجائے اور جو دلیل کے ذریعہ سے زندہ ہو چکا ہے زندہ ہوجائے۔اوراللہ یقیناً بہت سننے والا، بہت جاننے والا

ہے۔

کیا آج ہمارے مربی صاحبان قرآن مجید کے رُو سے عقائد اور دلیل کی تحقیق نہیں کر سکتے وہ اپنے مقاصد کی خاطر اسلام کے خلاف اکثریت اور اقلیت کا فتنہ کھڑا کرنا چاہتے ہیں۔

اے علماء جماعت! آپ لوگوں پر مجھے بڑا افسوس ہوتا ہے۔حضرت اقدس مسیح موعودؑ الہام کا سلسلہ جاری وساری فرماتے ہیں تم علماء نے الہام کے معنی بدل دیئے اور الہام کا دروازہ بھی بند کردیا۔مگر خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے اِس امت میں الہام کا سلسلہ جاری رہے گا اسی طرح جس طرح حضرت موسیٰؑ کے بعد آپکی اُمت میں الہام کا سلسلہ جاری تھا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے بعد انتخابی خلفاء کی بجائے اِلہامی خلفاء کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا اور اس ضمن میں حضورؑ کے چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔

(۱) جنگ مقدس۔روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ نمبر ۲۹۰

(۲) عجاز المسیح۔روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۱۷۵ تا ۱۷۷

(۳) تفسیر حضرت مسیح موعودؑ۔جلد ۱ صفحہ ۲۲۲۔۲۲۳

(۴) بدر جون ۱۹۰۶،صفحہ نمبر ۳ میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔یہ سلسلہ اِلٰہیہ ربانین کا کبھی بند نہیں ہوگا۔

(۵) ضرورتِ امام۔الحکم جلد نمبر ۴۲ مورخہ ۲۴ر نومبر ۱۹۰۰ صفحہ ۴۔۵

(۶) روحانی خزائن جلد ۶ (۳۵۱۔۳۵۳)

(۷) خلیفۃ المسیح اوّلؓ اخبار ۱۱ر جولائی ۱۹۱۲ جلد ۱۲ نمبر ۲ صفحہ ۴۔

(۸) مجلس عرفان الفضل ۸ر اپریل ۱۹۴۷)

(۹) روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ (؟۳۵۔۳۵۵)

(۱۰) خطبہ الہامیہ روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۳۹ تا ۴۱ اردو ترجمہ

یہ تمام حوالہ جات علمائے جماعت ضرور غور سے پڑھیں اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو غلام مسیح الزماںؑ پندرھویں صدی کے مجدد اور مامور کو پہچاننے کی توفیق دے آمین ثم آمین۔اقلیت اور اکثریت کے ضمن میں خاکسار جماعت احمدیہ ایک بڑے عالم اور مناظر جناب غلام رسول صاحب راجیکی کا نقطہ نظر درج کرتا ہے۔آپ ضلع لدھیانہ کے چک لوہٹ میں اپنے ایک مناظرے کا اَحوال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''میری اس تقریر کے جواب میں غیر احمدی مولوی صاحب نے فرمایا کہ ہم سوادِ اعظم ہیں اور جس پر لوگوں کی اکثریت متفق ہو وہ ہدایت ہی ہوتی ہے۔اسکے جواب میں میں نے بتایا کہ قرآن کریم میں مَا کَانَ أَکْثَرُھُم مُّؤْمِنِیْنَ ،قَلِیْلًا مَا یُؤْمِنُوْنَ کے فقرات وارد ہوئے ہیں یعنی مومن تھوڑے ہوتے ہیں اور کافر اور غیر مومنوں کی اکثریت ہوتی ہے۔پھر قرآن کریم میں یہ بھی وارد ہے کہ اِنْ تُطِعْ اَکْثَرَ مَنْ فِیْ

الْاَرْضِ یُضِلُّوْکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ اُمت محمدیہ کے تہتر (۷۳) فرقے ہوجائیں گے۔جن میں سے سوائے ایک فرقے کے سب دوزخی ہونگے۔غرض میں نے اکثریت کی حقیقت کو اچھی طرح واضح کیا۔''(حیات قدسی حصہ سوئم صفحہ ۹۳)

اب میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا ایک اقتباس تحریر کررہا ہوں آپؑ فرماتے ہیں۔

''اور اگر یہ عذر پیش ہو کہ باب نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوتی ہے اُس پر مُہر لگ چکی ہے۔میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر یک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اِس امّتِ مرحومہ کیلئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے۔مگر اِس بات کو بحضور دِل یاد رکھنا چاہیے کہ یہ نبوت جس کا ہمیشہ کے لیے سلسلہ جاری رہے گا نبوت تامّہ نہیں ہے بلکہ جیسا کہ مَیں ابھی بیان کر چکا ہوں وہ صرف ایک جزئی نبوت ہے جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے جو انسان کامل کے اقتدا سے ملتی ہے جو مستجمع جمیع کمالات نبوت تامہ یعنی ذات ستودہ صفات حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔''(توضیح مرام۔روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۶۰)

اب احمدی علماء صاحبان بتائیں کہ الہام اور وحی کا دروازہ بند ہے یا جاری رہے گا۔یہ امر سخت حیرت انگیز ہے آج کے احمدی علماء احمدیت میں نئے نئے فتنے پیدا کرنے کیساتھ ساتھ نظام کے ذریعے غریب احمدیوں پر جبر اور ظلم وستم ڈھا رہے ہیں۔میں اِن احمدی علماء سے پوچھتا ہوں کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی زندگی میں احمدیت کی تعداد چار لاکھ تھی اُس وقت کونسا نظام تھا جو احمدیت کو چلا رہا تھا۔وہ حضرت بانی جماعتؑ کا نظام تھا۔وہی نظام چلے،چندے بھی وہی ہونگے اور وہی عقیدہ ہو تو پھر سب صحیح ہے۔اللہ تعالیٰ سے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام احمدیوں کو حضرت بانئے جماعت کی اصل تعلیم پر عمل کرنے کی توفیق عطا دے۔وَمَا علَینَا اِلَّا البَّلَاغُ المبین۔

پیارے حضور! خاکسار کیلئے بہت بہت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے کامیاب کرے میں آپ سے ملنے کیلئے رمضان شریف کے بعد کیل آؤں گا۔اِنشاءاللہ تعالیٰ۔نیز والدین کیلئے بھی دعا کی درخواست ہے۔والسلام

خاکسار آپکا ادنیٰ خادم

محمد عامر۔۲۰۱۲۔۷۔۳۰

☆☆☆☆☆☆